تبلیغ دین میں آنجناب علیہ الصلوۃ والسلام کا انداز تکلم و تخاطب

ڈاکٹر محمد فیروزالدین شاہ

ابلاغ دین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ نفسیات انسانی کے مسلمہ حقائق کو پیش نظر رکھا در حقیقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں وہ اصول دیئے ہیں جو رہتی دنیا تک کے مبلغین کے لیے بہترین اور کامل نمونہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّما "میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں،

معلمانہ کردار ادا کرنے کے لیے نفسیات انسانی کے بنیادی پہلوؤں کو جانب ضروری تھا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ تمام اصول سکھا دیئے۔ آپ انسانی نفسیات کا تجزیہ کرنے کی صلاحیت سے مالامال تھے۔ آپ کسی سے ملاقات فرماتے تو چند ہی لمحوں میں اس کے مزاج فہم و شعور کی استعداد اور افتاد طبع کا اندازہ فرما لیتے اور پھر اسی تجزیئے کے مطابق اس سے کلام فرماتے۔ قرآن مجید میں بھی انسانی مزاج اور نفسیات کے بارے میں بنیادی حقائق بیان کئے گئے۔ آپ کی نگاہ حق سناس میں یہ اصول بھی ہر وقت رہتے تھے۔ قرآن مجید نے اگر اعلان کیا کہ تمام انسان علم میں ایک جیسے نہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تبلیغی پالیسی اسی اصول پر مرتب فرمائی کہ۔

کلموا الناس علی قدر عقولهم

"انسانوں سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کرو"

چنانچہ اسلوب تبلیغ میں ہم یہ اصول بچوں کے ساتھ بات کرتے ہوئے اپنے جان نثار صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین سے کچھ ارشاد فرماتے ہوئے اور غیر مسلموں سے بحث فرماتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں۔ ہر موقع و محل کی مناسبت سے مختلف انداز اختیار فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا بیان مبارک ہے۔

نحن معاشر الأنبياء أمرنا أن نكلم الناس على قدر عقولهم

"ہم گروہ انبیاء کرام علیہ السلام کو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کی ذہنی سطح کے مطابق بات کیا کریں"

مسجع و مقفع الفاظی زبان درازی باچھیں کھول کر اور گلہ پھاڑ پھاڑ کر تقریر کرنا باتوں کو خواہ مخواہ پھیلانا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللّٰه يُبْغِضُ البَلِيْغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِه كما يَتَخَلَّلُ الأَبَاقرُ

اللہ کو وہ فصیح و بلیغ خطیب ناپسند ہے جو اپنی زبان سے یوں چرتا ہے جس طرح گائے چرتی ہے۔

انداز گفتگو دعوت دین میں بہت اہمیت رکھتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق تبلیغ میں اس اصول کو بھی بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام و گفتگو کے انداز کے بارے میں فرماتی ہیں۔

حلو المنطق ،فصل لا نزر ولا هزر كأن منطقه خرزات نظم ينحدرن،

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم شیریں کلام تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات نہایت واضح ہوتی نہ قلیل الکلام تھے نہ فضول الکلام۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام معجزانہ انداز سے پروئے ہوئے موتیوں کی مانند تھا جو لڑی میں پرو دیئے گئے ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز تکلم کے بارے میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں وقفہ ہوتا تھا کہ یاد کرنے والے کو الفاظ یاد ہو جاتے)" اس سلسلے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں۔

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو ایسی تھی کہ تم لوگوں کی طرح لگاتار جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی۔بلکہ ایک مضمون دوسرے سے جدا جدا ہوتا تھا۔پاس بیٹھے ہوئے اسے اچھی طرح ذہن نشین کر سکتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز تکلم کے بارے میں روایت ہے کہ آپ کی گفتگو آغاز سے اختتام تک منہ بھر کر ہوتی۔جامع الفاظ سے گفتگو فرماتے۔الفاظ کم اور پر معنی ہوتے۔آپ کا کلام جدا جدا ہوتا یعنی ہر فقرہ دوسرے سے بالکل جدا اور واضح ہوتا ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کلام کو حسب ضرورت تین مرتبہ دھراتے تاکہ سننے والے کو درست طور پر سمجھ آجائے۔

امام جاحظ (م 255ھ) اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گفتگو میں ہمیشہ ایسا اسلوب اپنایا کہ لوگوں پر گراں نہ گزرے۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گفتگو میں ہمیشہ ایسا اسلوب اپنایا کہ لوگوں پر گراں نہ گزرے۔ انداز میں تصنع اور بناوٹ نہ ہوتی۔ بات پھیلانے کے وقت پھیلاتے اور اختصار کے وقت مختصر فرماتے یعنی موقع و محل کی مناسبت سے بات فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گلہ پھاڑ پھاڑ کر باتیں کرنے والوں سے کنارہ کشی فرمائی۔ انوکھے اور نامانوس الفاظ سے اجتناب فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں ہیبت کے ساتھ شیرینی وحلاوت اور حسن افہام کے ساتھ قلّت کلمات یکجا دیکھائی دیتے ہیں۔ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کا کلام نہیں سنا جو اس قدر زیادہ منفعت بخش، لفظی اعتبار سے اس قدر معتدل، توازن میں اس قدر کامل اور روش کے اعتبار سے اس قدر حسین وجمیل، مقاصد کے اعتبار سے اس قدر محترم، اثر میں اس قدر خوبصورت ادائیگی میں اس قدر آسان، اور معنی کو اس قدر کھول کر بیان کرتا ہو۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق تبلیغ کے بارے میں مصطفیٰ صادق الرافعی لکھتے ہیں:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں اس قدر بلندی وعمدگی ہوتی تھی کہ اگر یہ الفاظ وعظ کے لئے استعمال ہوں تو یوں لگتا ہے جیسے کسی زخمی جگر کی آہیں ہوں"

گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں بلندی وعمدگی کے ساتھ ساتھ دل سوزی اور درد دل کا پہلو یکجا ہوتا تھا۔ اگر تھوڑا سا غور کریں تو یہ بات آسانی سے سمجھی جاسکتی ہے۔ کہ ان دو متضاد خصوصیات کا یکجا ہونا مشکل ہوتا ہے یا بلند خیالی ہوگی یا دل سوزی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب میں ان کا امتزاج موجود ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا کلام میں در حقیقت قرآن مجید کی اس آیت مبارک کی عملی تشریح دکھائی دیتی ہے:

وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ۔۔۔(24)۔

"میں بناوٹ کرنے والوں میں سے نہیں ہوں"

کلام کا آغاز واختتام کسی گفتگو میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔آغاز میں اگر سامعین متکلم کا موضوع سمجھ جائیں تو تفصیلات گفتگو تبھی قابل فہم ہو سکتے ہیں۔آغاز میں متکلم اپنی گفتگو کا مدعا و مضمون بیان کرتا ہے درمیان میں اس کے حوالے سے تفصیلات ودلائل بیان کیے جاتے ہیں اور آخر میں پھر خلاصہ کلام بیان کیا جاتا ہے۔اس پہلو سے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز خطاب نہایت معقول تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات کی روشنی میں مصطفیٰ صادق لکھتے ہیں:

"کلام کے آغاز واختتام میں انداز اس قدر واضح ہوتا تھا کہ مخاطب کو معنی اچھی طرح معلوم ہو جاتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مخاطبین کی ذہنی کیفیت کے مطابق انہیں قائل کرنے اور بات ذہن نشین کرنے کے لئے بے حد خوب صورت اور نہایت پر کشش طریقہ استدلال اپناتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات میں جوش وتموج بھی ہے۔اور ہیبت وجلال نبوت بھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں عرب کاہنوں کی مانند سجع و قافیہ کی بھول بھلیاں بھی نہیں اور خطبائے عرب کی بھاری بھرکم لفظی اور عبارت آرائی بھی نہیں۔ یہاں ایک ایسا اسلوب بیان ہے جو سیل بے پناہ سے زیادہ زوردار، باد نسیم سے زیادہ سحر انگیز وپر لطف اور پھول کی پتی سے زیادہ نرمی ونزاکت کی کیفیت لئے ہوئے ہے۔یوں محسوس ہوتا ہے کہ جو بات قلب نبوت سے نکل رہی ہے وہ اخلاص وایمان کی حرارت لئے قلب مومن کی گہرائیوں میں اترتی جارہی ہے"۔

دوران خطاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اپنی طرف ہمہ تن گوش رکھتے ابن ماجہ میں روایت ہے:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اپنی طرف متوجہ رکھتے اور خطبہ کے دوران اپنا رخ انور دائیں بائیں جانب پھیرتے۔"